بموقع صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت
جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حقائق کی روشنی میں
سید محمد رضوان رفاعی شافعی
برائے ایصالِ ثواب:
* مرحوم حاجی محمد الیاس محمد حسین رمضان کاملی * مرحومہ خدیجہ جمن * جملہ اُمتِ مسلمہ
نوری مشن مالیگاؤں
پیش کش: رضا لائبریری مالیگاؤں

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۰۸

بفیض: تاج دار اہل سنت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری و حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ
زیر سرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و ہمہ گیریت پر ایک مختصر، جامع اور فکر انگیز تحریر

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حقائق کی روشنی میں

ترتیب و تالیف
سید محمد رضوان رفاعی شافعی

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں
ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں Cell. 9325028586
سن اشاعت ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۸ء...... ہدیہ: دعاے خیر

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُقدّمہ

حضور! آپ آئے تو دل جگمگائے

از: مولانا **محمد افروز قادری چریاکوٹی** - زیدت معالیہ-

الحمد لأهله والصلوٰة على أهلها وعلى آله وصحبه وبعد!

یومِ میلادِ مصطفیٰ، کائناتِ انسانی کا ایسا تاریخ ساز اور عظیم ترین دن ہے کہ ویسا دن چرخِ کہن نے نہ کبھی دیکھا اور نہ صبح قیامت تک وہ کبھی دوبارہ دیکھ سکتا ہے۔ کیوں کہ اُس دن خزانۂ قدرت کا سب سے عظیم شاہ کار وجود پذیر ہوا۔ وہ 'درّ مکنون' اور وہ 'اَنمول ہیرا' جسے ہزار ہا ہزار سالوں تک غیب کے پردوں میں چھپا کر رکھا گیا، ابھی حضرت آدم کا بھی وجود نہ تھا؛ مگر 'وہ' موجود تھا۔ بعض لوگوں کو وحی اِلٰہی کی اِبتدائی پانچ آیات: [اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ.....] سے مغالطہ ہوگیا کہ چالیس سال کی عمر میں پیغمبر اِسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطا ہوئی تھی؛ حالاں کہ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ نبوت خالص وہبی چیز ہے، اس کا کسب وکوشش سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی لیے ہر نبی شکمِ مادر ہی سے نبی بن کر آتا ہے۔ جب پچھلے نبیوں کی یہ شانیں ہیں تو پھر ہمارے نبی پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وفضیلت کا کیا پوچھنا!

یاد رکھیں کہ چالیس سال کی عمر میں پیغمبر پر سلسلۂ نبوت کا آغاز نہیں ہوا تھا، بلکہ سلسلۂ وحی کا آغاز ہوا تھا، اور انھوں نے چالیس سال کی عمر میں باضابطہ اعلانِ نبوت کیا تھا، اسے نبوت کی اِبتدا سمجھنا بڑی فاش غلطی اور کم علمی ہے۔ سنن ترمذی میں آتا ہے کہ صحابۂ کرام نے ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں عرض کیا:

متی وجبت لك النبوة یارسول الله۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے لیے نبوت کب سے ثابت ہے، یا آپ کب سے نبی ہیں؟

تو آپ نے اِرشاد فرمایا :

وآدم بين الروح والجسد ۔ (ترمذی:۵/۵۸۵ رقم الحدیث:۳۶۰۹)

یعنی میں تو اس وقت بھی نبی تھا، جب حضرت آدم ابھی جسم وروح (یا بروایت آب وگل) کے درمیان تھے۔

یعنی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابھی ٹھیک سے خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا اور اُدھر میری نبوت کا ستارہ پوری تب وتاب کے ساتھ ساقِ عرش اور مطلع بہشت پر چمک رہا تھا۔

حضرت امام زین العابدین اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے نانا پیارے آقا رحمت سراپا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

كنت نورا بين يدى ربى قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام ۔

(سبل الہدیٰ والرشاد:۱/۶۹)

یعنی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے حضورِ الٰہ میں نور کی شکل میں موجود تھا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں سالوں سے اِس دُنیا کے سال مراد نہیں بلکہ اُس دُنیا کے سال مراد ہیں، جہاں کا ایک دن قرآن کی شہادت کے مطابق یہاں کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پھر اس روایت کی تصدیق وتائید اُس مشہور واقعے سے بھی ہوجاتی ہے کہ ایک مرتبہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ بتائیں آپ کی عمر مبارک کتنی ہے؟

حضرت جبرئیل نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے حتمی طور پر تو اپنی عمر کا علم نہیں، ہاں اتنا پتا ہے کہ چوتھے آسمان (حجابِ عظمت) پر ہر ستر (۷۰) ہزار سال کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوا کرتا تھا، اور میں نے اسے بہتر (۷۲) ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ تو اس سے آپ کچھ میری عمر کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ سننے کے بعد اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ياجبرئيل! وعزة ربى جل جلاله أنا ذالك الكوكب ۔

(السيرة الحلبية: ۱/۴۹ بحواله التشريفات في الخصائص والمعجزات)

اے جبریل! مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم! وہ چمکنے والا ستارہ (کوئی اور نہیں) میں ہی تھا۔

لیکن ابھی اس چمکنے والے ستارے کے اس دُنیا میں ظہور کا وقت نہیں آیا۔ جب حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاے کرام دُنیا میں تشریف لا چکے، اور سردارِ مکہ حضرت عبدالمطلب کا زمانہ آیا تو پروردگار عالم نے اس 'دُرّ مکنون' اور 'انمول ہیرہ' کو قصر نبوت کی آخری اِینٹ قرار دیتے ہوئے اور غیب کے پردوں سے باہر نکالتے ہوئے، گویا یہ اِعلان کیا کہ: اے دنیا والو! میں ربّ العالمین ہوں، اور یہ رحمۃ للعالمین ہے، جہاں تک میری ربوبیت کا دائرہ ہے، وہاں تک اس کی رحمت ونبوت کا سایہ ہے، جن جن جہانوں کا میں خالق ہوں، اُن اُن جہانوں کا یہ رسول ہے، میں اسے کسی جہان میں بھی بھیج سکتا تھا؛ لیکن یہ تمھارے نصیبے کی ارجمندی ہے کہ میں نے اس کے لیے تمھارے جہان کا اِنتخاب کیا؛ لٰہذا میری اس نعمت خاص کا خاص خیال رکھنا، اس کی بڑھ چڑھ کر تعظیم وتوقیر کرنا، اس کی قدر ومنزلت میں کوئی کمی نہ کرنا اور اپنی قسمت پہ فخر وناز کرنا کہ، تمھیں اس نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہونا نصیب ہو رہا ہے۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ہر طرح کی ظاہری وباطنی اور حسی ومعنوی نعمتوں سے نوازا، اور ہر نعمت اتنی بڑی ہے کہ وہ پروردگار اس پر بجا طور پر اِحسان جتلا سکتا ہے؛ مگر کسی نعمت پر اس محسن حقیقی نے اِحسان نہیں جتلایا؛ لیکن جب اس نے ہمیں نعمت بعثت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائی تو ساتھ ہی ساتھ اِرشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔

(سورۂ آل عمران: ۳/ ۱۶۴)

بلاشبہہ مومنوں پر اللہ نے احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ ان میں انھیں میں سے اپنا رسول مبعوث فرمایا۔

کیوں کہ وہ پروردگار اس رسول کو۔ جو ہر جہان کا رسول تھا اور ہے۔ کسی بھی جہان میں بھیج سکتا تھا؛ مگر ہمارا نصیب کہ اس نے اس رسول کو ہمارے درمیان مبعوث فرمایا؛ ورنہ تو سارے

جہان اس پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سو جان سے منتظر تھے ؎

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے

یہ اُن کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

سوادِ اعظم اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو وہ 'درِ مکنون' اس خاکدانِ گیتی پر جلوہ ریز اور نور بار ہوا، اور اس کی برکت سے جنم جنم کے اندھیرے ایمان ویقین کے اُجالوں میں تبدیل ہو گئے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ جس دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے، ایک یہودی تجارت کی غرض سے مکہ معظّمہ آیا ہوا تھا، اس نے لوگوں سے پوچھا کہ آج مکے میں کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی۔ لوگوں نے کہا: نہیں، ہمیں تو کوئی علم نہیں۔ وہ کہنے لگا، لیکن آج ایک مخصوص ستارہ آسمان پر طلوع ہوا ہے، ہو نہ ہو آج پیغمبر خاتم الانبیاء والمرسلین کی ولادت ہوئی ہوگی۔ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ وہ نبی آخرالزماں اسی مکے میں پیدا ہوگا، تو لوگو! ذرا معلوم کرو کہ کیا آج مکہ کے کسی گھر میں کوئی بیٹا پیدا ہوا ہے۔

چنان چہ پتا لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ سردارِ قریش حضرت عبد المطلب کے یہاں ایک مبارک فرزند پیدا ہوا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، جب اُسے ہوش آیا تو وہ زور کی چیخ مارتا ہوا مکہ سے باہر بھاگا اور اس کی زبان پر یہ جملہ تھا :

واللہ ذهبت النبوة من بني اسرائيل ۔(السيرة النبوية لابن كثير: ١/ ٢١٣...الخصائص الكبرىٰ: ١/ ٨٥...سبيل الهدىٰ والرشاد: ١/ ٣٣٩)

قسم بخدا! آج نبوت بنی اسرائیل سے (نکل کر بنی اسماعیل میں آ) گئی۔

ہائے افسوس! انبیا و مرسلین کا جو ایک عظیم تسلسل بنی اسرائیل میں چلا آ رہا تھا، اب وہ ہمیشہ کے لیے موقوف ہو گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ اسی دن سے یہود، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آپ کے لائے ہوئے دین اور اس دین سے وابستہ لوگوں سے اللہ واسطے کا حسد کرنے لگے اور آج بھی وہ اسی آگ میں جل رہے ہیں، اور عداوت وحسد کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ دُنیا جہان میں بنائے جانے والے یہ کارٹونز، اور گستاخی رسول کے اس لائے ہوئے گندے سیلاب کے پیچھے اگر باریک

بینی سے جائزہ لیں تو آپ کو کہیں نہ کہیں یہودیوں کی سازش، ان کی حاسدانہ ذہنیت اور ان کا گھناؤنا ہاتھ ضرور دکھائی دے گا۔

یہ بات اِس وقت یوں بھی واضح ہوجاتی ہے کہ آج یہودیوں کے سہارے چلنے والی امریکی حکومت پورے طور پر سعودیہ نواز ہے اور سعودی حکومت بڑے پیمانے پر جشن میلاد کے خلاف ہے۔ اور عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں کتابیں شائع کر کے حج وعمرہ کے مواقع پر تقسیم عام کر رہی ہے۔

قارئین باتمکین! یاد رکھیں کہ قرآن کی آیات کی روشنی میں ہمیں پتا چلتا ہے کہ انبیا و مرسلین کی زندگی میں تین دن نہایت اہم، بہت ہی زیادہ قیمتی اور بے پناہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں: ایک اس کا یومِ میلاد، دوسرا یومِ وصال، اور تیسرا یوم بعث بعد الموت۔ اگر قرآن کے اس فلسفے کو سمجھ لیا جائے تو بہت سے ناپختہ ذہنوں کا یہ اعتراض ایٹومیٹک ختم ہوجائے گا کہ اس میلاد میں کیا رکھا ہے؟، اور میلاد النبی کی اسلام میں کتنی گنجائش ہے!

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۔

(سورۂ مریم: ۱۹/ ۱۵)

یعنی سوغاتِ سلام پیش ہیں یحییٰ کے لیے جس دن وہ پیدا ہوا، اور جس دن وہ اس دُنیا سے پردہ کر جائے گا، اور پھر جس دن اسے دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔

یوں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس زبان سے جس سے اس نے حضرت مریم کی براءت کروائی تھی، اُسی سے یہ بھی کہلوایا :

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۔

(سورۂ مریم: ۱۹/ ۳۳)

یعنی سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن میں وصال کر جاؤں گا، اور پھر جس دن مجھے دوبارہ زندہ اُٹھایا جائے گا۔

غورطلب اَمر یہ ہے کہ جب یہ پچھلے پیغمبروں کی شانیں ہیں تو پھر جو محبوبِ رب العالمین ہو، جو اِمام الانبیاء والمرسلین ہو، اور جو وجہِ تخلیق آدم و بنی آدم ہو، ذرا سوچیں کہ اس کی ولادت کا دن کیسی خیر وسلامتی، برکت ورحمت اور یمن وسعادت کا دن ہوگا!

اور پھر چوں کہ بارہویں ربیع الاوّل کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دُنیا میں تشریف لائے، اور ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ ہی کو اس دُنیا سے رُخصت بھی ہوئے۔ تو گویا بارہویں ربیع الاوّل کو یوم ولد و یوم یموت کی دونوں شانیں حاصل ہیں، اس لیے اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دو دو سلامتیاں ساون بھادوں کی طرح ہم پر برستی ہیں، اس کے علاوہ پروردگارِ عالم کی کیا کیا عنایات ونوازشات اُترتی ہوں گی اس کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔

اور پھر یوم بعث بعد الموت کا جو پُرکیف اور روح پرور منظر ہوگا وہ بازارِ قیامت اور ہنگامۂ محشر میں دیکھنے کے لائق ہوگا۔ ہم اور آپ اسے کیا سمجھیں، آیئے ایک عاشق رسول سے انعقادِ بزم محشر کا سبب اور اُس دن کے نظارے کی بابت پوچھیں وہ کہتا ہے ؎

فقط اِتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا، واللہ رضاؔ واللہ
صرف اُن کی رسائی ہے صرف اُن کی رسائی ہے

اَب پیارے آقا دُنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ مکہ کے دیہی علاقوں سے دائیاں چل کر حرم کعبہ میں آئیں کہ سردارانِ قریش اور رؤسائے مکہ کے گھروں سے اُن کے نومولود بچوں کو اُٹھا لے جائیں، اور اُن کی تربیت و پرورش کر کے اچھے انعام پائیں۔ مکہ کے سارے بچے اُٹھ گئے، اگر بچ گیا تو صرف ایک بچہ، اور وہ تھا عبداللہ کا دُلارا، اور حضرت آمنہ کی آنکھوں کا تارا۔ اسے ساری دائیوں نے نظر انداز کر دیا کہ داغِ یتیمی لے کر پیدا ہونے والے بچے کی پرورش کرنے کا ہمیں صلہ ہی کیا ملے گا!

مگر میرا ایمان کہتا ہے کہ بات یہ نہ رہی ہوگی، بلکہ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس شرف کو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے لیے خاص کر رکھا تھا، تو بھلا کسی اور کو یہ دولت بے بہا کیوں ملتی! چنان چہ اللہ کی شان دیکھیں کہ اِدھر حلیمہ اپنی بیمار اونٹنی کی وجہ سے مکہ میں بہت دیر سے پہنچیں، اور اُدھر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی بچہ مکے میں بچا ہی نہ تھا۔

حضرت حلیمہ نے اللہ کا نام لے کر اس بچے کی کفالت و پرورش کا ذمہ لے لیا اور انھیں اپنی آغوش میں لے کر چل پڑیں۔ سوچا کہ کافی دنوں کے بعد مکہ آنا ہوا ہے؛ کیوں نہ خانۂ کعبہ کا طواف کرلیا جائے؛ چنان چہ حلیمہ سعدیہ اس مولودِ سعید کو لے کر کعبے کا طواف کرنے میں مشغول ہوگئیں۔ جب انھوں نے طواف مکمل کیا اور سنگ اَسود کو چومنے کی باری آئی تو کہتی ہیں کہ ابھی میں سوچ ہی رہی تھی کہ آگے بڑھ کر حجر اَسود کا بوسہ دوں، اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ سنگ اَسود خود اپنے مرکز سے نکلا اور نکل کر میری گود میں موجود اس بچے کے چہرۂ انور کو چومنے لگا۔

(تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی: ۶/ ۵۲۸۔ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، پاکستان)

حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ پہلا واقعہ تھا، جس کو دیکھنے کے بعد میرے دل میں اس بچے کی محبت پیوست ہوگئی اور میں نے جان لیا کہ خدا کی عزت کی قسم! یہ بچہ صرف کہنے ہی کو یتیم ہے؛ ورنہ یہ تو درّ یتیم لگتا ہے اور آنے والے وقت میں کائنات کے سارے یتیموں کا یہ آسرا، سہارا اور رکھوالا ہوگا۔

اب حلیمہ جب اِس مولودِ مسعود کو لے کر اپنے گھر پہنچتی ہیں، تو کیا دیکھتی ہیں کہ گھر کے چاروں کونے روشن ہوگئے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ دائی حلیمہ کی پڑوسن آ آ کر دیکھتیں تو حیران رہ جاتیں کہ کوٹھری میں اُجالا کیوں ہے؟، یہ روشنی آخر کہاں سے آرہی ہے۔ پہلے تو کبھی رات کو بھی دیا نہیں جلتا تھا، اور اب حلیمہ دن میں بھی دیے جلائے رکھتی ہے۔ آکر پوچھا کہ حلیمہ! مکے والوں نے اَیسا کیا کچھ تمھیں دے دیا ہے، اور قریشیوں نے ایسی کتنی دولت دے دی ہے کہ پہلے رات میں بھی دیا نہیں جلاتی تھی اور اب دن میں بھی دیے جلائے رکھتی ہو؟

جواب آیا، قسم خدا کی! دیا نہ پہلے جلاتی تھی اور نہ اَب جلاتی ہوں، بات صرف اتنی ہے کہ جب سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لائی ہوں، محمد مسکراتے ہیں، تو کوٹھری میں اُجالا ہوجاتا ہے۔ ارے زمین

پرتو اس کی دھو میں ہیں ہی، عالم یہ ہے کہ جب اُس کی انگلیاں اُٹھتی ہیں تو آسمان کا چاند کھلونے کی طرح اس کے اِشارے پر گھومتا نظر آتا ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اُٹھاتے مہد میں ☆ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

یوں تو کہتے ہیں: حلیمہ نے ہے پالا تجھ کو ع

پَر حقیقت میں حلیمہ کو ہے پالا تم نے! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب آپ دیکھیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہوگئے اور اپنے ایک ایک کرکے رُخصت ہوگئے ہیں۔ اب اپنوں کے نہ ہونے کا فراق ستانے لگا ہے۔ باپ تو اسی وقت رُخصت ہوگئے جب آپ شکم مادر میں تھے۔ شفیق ماں کا سایہ بھی چھ سال کی عمر میں اُٹھ گیا۔ حضرت عبدالمطلب کی بے لوث عنایتیں بھی موت نے چھین لیں، اور پھر ابوطالب کا بظاہر آخری سہارا بھی ٹوٹ گیا۔ اب سرکار بالکل اکیلے ہیں۔

دُنیا کا اُصول یہ ہے کہ کبھی کسی عزیز اور اپنے محبوب کی ناقدری برداشت نہیں کی جاتی۔ اسی لیے دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی کے بیٹے کو گالی دی جائے تو باپ کی غیرت' جلال میں آجاتی ہے اور وہ بیٹے کا دفاع کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، یوں ہی کسی کے باپ کو ستایا جائے تو بیٹے کے دل میں موجود باپ کے لیے فطری محبت جوش میں آجاتی ہے اور وہ باپ کے دفاع کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔

لیکن یہاں تو اپنے سارے ہی چلے گئے، مشکل کی گھڑی میں اب کون ساتھ دے گا اور کون دفاع کرے گا۔ تو رحمت خداوندی دست گیری کرتی ہے اور آگے بڑھ کر پیارے محبوب کے دامن گیر ہوجاتی ہے کہ محبوب! آپ غم نہ کریں، ظاہری سارے اَسباب ووسائل ختم ہوگئے تو کیا، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ ہم ہیں نا آپ کا دفاع وحفاظت کرنے والے اور ہم سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے ہی کون!

چنان چہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خداوندی وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کے مطابق اپنے گھر والوں کو کوہِ صفا پر اکٹھا کر کے ان کے سامنے دعوت وتبلیغ دین کا کام شروع کیا اور ان تک پیغام حق پہنچایا تو کچھ تو خاموش رہے؛ مگر ابولہب فضا میں اپنے ہاتھوں کو لہرا کر

مارے غصے کے کہنے لگا: تبًّا لك یا محمد! الِھٰذا جَمَعْتَنا. اے محمد! تو ہلاک و برباد ہو جائے، کیا تو نے ہمیں یہی پیغام سنانے کے لیے یہاں جمع کیا تھا۔

اب آپ دیکھیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہلاک و برباد ہو جانے کی بددعا دی جا رہی ہے؛ مگر پیغمبر خاموش ہے، کوئی جواب نہیں دے رہا۔ کیوں اس لیے کہ خدا نے دفاع کی ذمے داری خود ہی لے رکھی ہے۔ چناں چہ فوراً حضرت جبرئیل امین وحی لے کر حاضر ہو جاتے ہیں: تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔ (محبوب! آپ کے ہاتھ سلامت رہیں، ہاں!) فضاؤں میں ہاتھوں کو لہرا کر بددعا دینے والا بدبخت ابولہب برباد ہو جائے اور اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں؛ چناں چہ اس کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ (اس واقعے کی مزید جان دار تفصیلات اور شان دار نکات اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں)

کہتے ہیں کہ نبیوں سے کی گئی محبت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت میں بھی ہمیں ایک کردار ملتا ہے کہ جب حضرت آسیہ نے دریاے نیل میں بہتے ہوئے صندوق کو منگوا کر کھولا تو اس میں ایک خوب صورت بچے کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اُٹھیں: یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اب دیکھیں کہ بچپنے میں نبی سے محبت کرنے کا صلہ انھیں یہ ملا کہ اللہ پاک نے انھیں دولت ایمان سے مشرف فرما دیا۔ وہیں اُن کا شوہر فرعون بھی کھڑا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، مگر اس نے یہ بات نہ کہی، علما نے لکھا کہ نبی کی محبت کبھی بیکار نہیں جاتی، اگر فرعون بھی یہ کہہ دیتا کہ یہ بچہ میری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو پروردگار! یہ نہ دیکھتا کہ فرعون نے دعویٰ کتنا بڑا کیا ہے (کہ انا ربکم الاعلیٰ) بلکہ نبی سے محبت کرنے کے صلے میں اسے بھی عزتِ ایمان سے مالا مال کر دیتا۔

مگر پھر بھی آپ دیکھیں کہ فرعون نے بظاہر حضرت موسیٰ کو پالا تھا، اور اُن کی شاہانہ پرورش کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے نبی کی جسمانی پرورش کرنے کا صلہ یہ دیا کہ فرعون کے سارے لشکری تو ڈوب کر ہلاک ہو گئے؛ مگر پروردگار نے فرعون کے جسم کو بچا لیا کہ چلو تم نے ہمارے ایک نبی کی جسمانی پرورش کی تھی تو ہم بھی تمھارے جسم کو زمین کا رزق نہیں بننے دیں گے، بلکہ صبح قیامت تک یہ زمین کے اوپر عبرت و نصیحت کے لیے باقی رہے گا۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی فرعون کی

لاش دُنیا میں موجود ہے اور یہ قرآن عظیم کا ایک بہت بڑا زندہ معجزہ ہے۔

یوں ہی ابو جہل بھی مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھمکیاں دیا کرتا تھا، اور لوگوں سے کہتا تھا کہ جب وہ کعبہ کے سامنے ناک رگڑتا ہے تو تم اس کو ہلاک کیوں نہیں کر دیتے۔ ایک مرتبہ اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے آپ کو دوبارہ کعبہ کے سامنے عبادت کرتے ہوئے دیکھ لیا تو منہ مٹی میں رگڑ دوں گا؛ مگر آپ نے اس کی پروا کیے بغیر سلسلۂ نماز کو جاری رکھا۔ جب اس نے آپ کو کچھ دھمکی دینی چاہی تو آپ نے اسے جھڑک دیا۔ اسے یہ بات ناگوار ہوئی اور وہ کہنے لگا کہ میں مکے کا سردار ہوں، یہاں میرا راج چلتا ہے، اگر آپ باز نہ آئے، تو میں یہاں کے سارے گھڑ سواروں اور نوجوانوں کو بلا دوں گا اور مکہ میں کہیں تل رکھنے کی بھی جگہ باقی نہ رہے گی، اور وہ آپ کو یہاں سے گھسیٹ کر نکال باہر کریں گے۔

محبوب اس کی دھمکیاں سن کر خاموش رہے؛ مگر رب کی غیرت کو جلال آیا اور اس نے آیات نازل کیں کہ محبوب! اس سے فرما دیں: لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَۃِ... یعنی اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور اس نے اپنی دھمکیوں کا سلسلہ ختم نہ کیا تو ہم اس کی جھوٹی اور خطا کار پیشانی کے بالوں سے اسے پکڑ کر ذلیلوں کی طرح گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈلوا دیں گے۔

اے میرے پیارے محبوب! اس بد بخت کو اپنے جتھے، چوپال اور اپنی چودھراہٹ پر بڑا گھمنڈ ہے نا تو آپ اس سے فرما دیں: فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ بلا لاؤ اپنے لوگوں کو! دیکھتے ہیں کون اس کا ساتھ دیتا ہے۔ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَۃَ اور ہم بھی جہنم پر مسلط داروغوں کی فوج کو بلا لیتے ہیں، پھر دیکھتے ہیں کہ کس کی فوج جیتتی ہے۔ مگر ابو جہل کو اس کی ہمت وجرأت نہ ہوئی۔ خیر! وہ تو اپنی دھمکی پوری نہ کر سکا؛ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے جو للکارا تھا وہ للکار میدانِ بدر میں پوری ہوگئی، جب اس کے جتھے کے لوگ چن چن کر مارے گئے، اور یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ ابو جہل کو اِسلام کے کسی عظیم جرنیل نے نہیں مارا، بلکہ حضرت عفرا کے دو ننھے منے بچے معاذ ومعوذ نے اپنی تلواروں کے وار سے ہلاک کر کے اسے ذلت کے ساتھ واصلِ جہنم کیا تھا۔

اسی طرح جب ہم سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے درجنوں واقعات نظر سے گزرتے ہیں کہ جب اِلزام رحمۃ للعالمین پر لگا تو جواب رب العالمین نے دیا۔ حضرت

ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر مشرکین مکہ نے آپ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیا تھا کہ آپ کی نسل ختم ہوگئی، آپ مقطوع النسل ہوگئے، اب آگے آپ کے سلسلے کو کوئی آگے بڑھانے والا نہیں ہوگا، اور آپ بے نام ونشان ہوکر رہ جائیں گے۔

پروردگار نے فرمایا: محبوب! آپ کے ذکر کی پروائیاں اَزل سے چل رہی ہیں اور اَبد تک چلتی رہیں گی۔ ہر عہد کی ہتھیلی پر آپ کی نعتوں کے گل بوٹے کاڑھے جاتے رہیں گے۔ آپ کا ذکر کبھی ختم نہ ہوگا، آپ کی جسمانی اَولادیں سادات کی شکل میں اور روحانی اولادیں عشاق کے روپ میں صبح قیامت تک آپ کے ذکر کے اَنوار سے آفاق میں روشنیاں بانٹتی رہیں گی، بلکہ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ نازل فرما کے یہ اِعلان کردیا کہ محبوب یہ آپ کا نام ونشان مٹانا چاہتے ہیں اور ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم آپ کے نام وکام اور مقام کو بلند سے بلند تر کرتے رہیں گے۔

ہاں! یہ جو آپ کو طعنے دینے والے نامُراد ہیں، ان کا ذکر ہمیشہ کے لیے مٹ جائے گا، اور ان کی نسلیں صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائیں گی؛ مگر آپ کا ذکر تو میرے ذکر کا حصہ ہوچکا ہے، بھلا آپ کا ذکر کہاں مٹنے والا! ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اَعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ابولہب نے انقطاعِ وحی کے موقع پر بطورِ طنز کہا تھا: إن محمّدا ودّعه ربُّه وقلی۔ یعنی محمد کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس سے بیزار ہوگیا ہے۔ اس کی باتوں سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دلی صدمہ تو ہوا؛ مگر آپ نے اس کے دفاع میں کچھ نہ کہا۔ اتنے میں جبرئیل امین ایک بڑی ہی حسین سورۃ یعنی ''سورۃ والضحیٰ'' لے کر نازل ہوگئے، جس میں قسمیں یاد فرما کر اللہ پاک نے وضاحت کردی کہ محبوب! یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اور آپ سے بیزار ہوگئے ہیں۔ ہم چاشت کے وقت کی طرح چمکتے ہوئے آپ کے رُخِ روشن کی قسم لے کر کہتے ہیں اور ہم آپ کے رُخِ زیبا اور شانوں پر لٹکی ہوئی سیاہ رات کی طرح آپ کی زُلفِ عنبریں کی قسم یاد کرکے کہتے

ہیں کہ ہم نے آپ کو جب سے منتخب کیا ہے، کبھی نہیں چھوڑا اور نہ جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے کبھی آپ سے بیزار ہوئے۔

بھلا آپ کا رب آپ سے بیزار ہو کر آپ کو چھوڑ دے، یہ کیسے ممکن ہے!، محبوب! ہم نے تو آپ ہی کی خاطر بزمِ کون ومکاں کو سجا دیا، اور آپ کی منشا کے مطابق قبلے کو بدل دیا۔ ہمیں تو بس آپ کی رضا مطلوب ہے۔ قربان جائیں خدا کی محبت کے، کہ دُشمن نے طعنہ دیا تھا کہ آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو پروردگار نے جواب میں فرمایا کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ محبوب! انھیں پتا ہی نہیں کہ آپ کا تعلق میرے ساتھ کیسا ہے!۔ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے ناراض ہو گیا ہوں، حالاں کہ میرا معاملہ تو یہ ہے کہ زمانہ میری رضا چاہتا ہے؛ مگر میں تو بس آپ کی رضا چاہتا ہوں ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس آیتِ کریمہ کے نازل ہونے کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

إذا لا ارضیٰ و واحد من امتی فی النار۔ (تفسیر قرطبی وتفسیر رازی)

یعنی پھر تو میں اس وقت تک راضی ہی نہ ہوں گا اگر میرا کوئی ایک بھی اُمتی جہنم کے اندر پڑا ہوگا۔

تو قارئین کرام! دیکھیں کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے دفاع کا انداز!۔ ایک بار آپ کو کسی نے مجنون اور دیوانہ کہہ دیا تو فوراً دفاعی آیت اُتر آئی: مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ محبوب! آپ کو دیوانہ کہنے والے خود دیوانہ ہیں۔ آپ تو حسنِ اَزل کا اِنتخاب ہیں، آپ تو اَخلاق وکردار کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز ہیں، بھلا آپ جیسا عظیم الشان اور جلیل المرتبت شخص بھی دیوانہ ہو سکتا ہے! ان کی عقلیں ماری گئی ہیں جو یہ اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔

محبوب! کل جب ان کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے تو آج آپ کی راہوں میں کانٹے بچھانے والے کل آپ کی راہوں میں اپنی پلکیں بچھائیں گے۔ جن ہاتھوں میں آج پتھر ہے، کل ان ہاتھوں میں پھولوں کے ہار ہوں گے۔ آج جو لوگ آپ کے خون بہانے کے درپے ہیں، کل وہ آپ کے اِشارۂ اَبرو پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں فخر محسوس کریں گے، اور

آپ کا خون گرنا تو دور کی بات ہے، محبوب! آپ کے وضو کے پانی کو بھی یہ زمین پر گرنے نہیں دیں گے بلکہ اسے لپک کر اپنے چہرے اور سینے پر مل لینے کو اپنے لیے سعادتِ دارین جانیں گے۔ میلادِ امام الانبیاء اور عظمت ورفعت شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلم برداشتہ یہ تفصیلی بیان دراصل تمہید وتقدیم تھی؛ محبِ گرامی سید محمد رضوان رفاعی کی پیش نظر کتاب 'جشن میلاد النبی حقائق کی روشنی میں' کے لیے، جسے انھوں نے بہت عجلت میں نہایت ہی عام فہم انداز میں سُنّی عوام کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے اور سوادِ اعظم اہل سنت سے انھیں جوڑے رکھنے کی غرض سے سلک ترتیب میں پرویا ہے۔ کتاب چند مختلف سلگتے ہوئے عنوانات کے تحت اپنے موضوع پر بھرپور ہے۔

اس سے قبل علامہ سید محمد رضوان رفاعی کے شگفتہ قلم سے چھوٹی بڑی بہت سی معرکہ آرا کتابیں منظر عام پر آ کر عوام وخواص سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ موصوف دُنیاے خطابت کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہوئے نہ معلوم کب تصنیف وتالیف کے لیے وقت نکال لیتے ہیں۔ خداوند جلیل! اُن کے اَوقات وخدمات میں برکتیں نازل فرمائے اور بیش از بیش کارہاے خیر کی توفیق ہم سب کے رفیق حال کر دے۔ آمین یارب العالمین۔

خادم العلم والعلماء:

محمد افروز قادری چریاکوٹی

۷/جنوری ۲۰۱۷ء بروز شنبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری دُنیا میں صدیوں سے منایا جارہا ہے

تاریخ اِسلام سے واقفیت رکھنے والا ہر فرد جانتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ (زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً) کے مسلمان ہی نہیں بلکہ پوری دُنیا کے مسلمان؛ صدیوں سے رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد سال کے بارہ مہینے مناتے رہتے ہیں اور ہونا بھی یہی چاہیے۔(مدارج النبوۃ/المواھب اللدنیہ)

مگر پورے عالم اسلام میں ماہِ ربیع الاوّل کے اِستقبال اور خیر مقدم کا ماحول و منظر نہایت رُوح پرور، دل کش اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ اس موقع پر اہلِ ایمان کی فرحت و مسرت دیدنی ہوتی ہے؛ اور محافلِ میلاد سے ان کی دل چسپی کا عالم انتہائی دل کش ہوتا ہے۔ مسجدوں میں قرآن خوانی و درودوسلام کی محفلیں، جابجا حمد الٰہی کے ترانے اور جابجا نعت نبی کی مجلسیں، جلسہ و جلوس کے خوش گوار اہتمامات، حاجت مندوں میں تقسیم خیرات وصدقات، شیرینی و دعوت اور لنگر، نیاز کے انتظامات، محلوں اور بازاروں کی سج دھج، مکانوں، دکانوں اور گلی کوچوں میں ہرے جھنڈوں کی دھوم اور پرچم کشائی، قمقموں اور چراغاں کی درخشانی و نور باری، جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرنور ماحول پر ایک دوسرے کو پیغام مسرت و مبارک بادیاں دینا، ذکر خدا اور یادِ رسول میں کیف و مستی کے یہ جملہ مظاہر جب اپنے عروج کو پہنچتے ہیں تو چہار سو رُوحانی جشن کا ایک سماں فضا میں رَس گھولتا نظر آتا ہے۔ اس حسین موقع پر محسنِ انسانیت نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر وفا شعار اُمتی کی طبیعت اِظہارِ مسرت و شادمانی کے لیے مچل مچل جاتی ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شان وشوکت کے ساتھ ۱۲/ربیع الاوّل ہی کو کیوں؟

یوں تو میلاد النبی کی محافل و مجالس پورے سال منعقد ہوتی رہتی ہیں، لیکن بارہویں ربیع الاوّل کو خصوصیت کے ساتھ بہزار اہتمام صرف اس لیے انعقاد پذیر ہوتی ہیں کہ اِس ماہِ مقدس کو اور خصوصاً بارہ ربیع الاوّل شریف کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی شرف و نسبت حاصل ہے۔

قولِ مشہور کے مطابق تاریخ یومِ ولادت بارہویں ربیع الاوّل شریف ہے۔ دوشنبہ کا دن

ہے۔صبح صادق کی سہانی گھڑیاں ہیں۔حضرت عبداللہ کے گھر، بی بی آمنہ کی آغوشِ محبت وعاطفت میں،فرشتوں کے جھرمٹ میں رسالت ونبوت کا بدرِتمام،طیبہ کا چمکتا چمکاتا،دمکتا دمکاتا ایسا ماہِ کامل طلوع ہوتا ہے؛ جس کا صدیوں سے نبیوں کو،رسولوں کو،فرشتوں کو بلکہ ہر ہر عالم کو اِنتظار واِشتیاق تھا۔(مواہب/مدارج/سیرۃ ابن ہشام)

رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو شبستانِ عالم میں اپنی ذات کا مظہر کامل،اور سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔اپنے خزانۂ رحمت کی سب سے بڑی نعمت ورحمت سے ہمیں اسی مقدس ماہ میں سرفراز فرمایا ہے۔اور رحمت بھی کیسی؟ رحمت عامہ،کسی ایک قبیلے،خاندان،شہر،وطن یا صرف اپنی قوم کے لیے نہیں؛ بلکہ ہر عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔یہ رحمت ونعمت ایسی ہے جس کی کوئی نظیر نہیں،اور جس کی کوئی مثال نہیں۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ (الانبیآء،پ۱۷/۱۰۷)

اور ہم نے تمھیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ اُن کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُنیا کو عظیم ترین اِنقلاب سے روشناس کیا!

اللہ تعالیٰ نے میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں تباہ حال اور شکستہ مآل انسانیت کو اَزلی سعادتوں اور اَبدی مسرتوں سے نواز دیا ہے۔سسکتی اور دَم توڑتی انسانیت کی دستگیری اور معبودانِ باطلہ کی پرستش کرنے والوں کو حق سے ملانے کے لیے حق تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ہم گنہگاروں کے لیے رسول کی آمد اور بعثت ہی اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور رب تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ یوں تو رب تعالیٰ نے ہمیں بے حد و بے شمار انواع واقسام کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے کہ اگر پوری کائنات مل کر ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی۔سُنّی بھائیو! اللہ تعالیٰ کی یہ شانِ کریمی ہے کہ سارے جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود اس نے کسی بھی نعمت کے عطا کیے جانے پر اِحسان نہیں جتلایا؛ مگر جب باری آئی بعثت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تو

اس نے اعلانِ عام فرمادیا: 'اے میرے بندو! تمھاری طرف میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد و بعثت تم پر میرا خصوصی احسان و انعام اور تم پر میرا خاص لطف و کرم ہے۔'

لہٰذا اے اُمتِ محمدیہ! میرے محبوب رسول کی ولادت و بعثت کو عام نعمت سمجھ کر اس کی قدر و منزلت اور علوِ مرتبت سے بے نیاز ہو کر اسے فراموش مت کر دینا۔ میرے محبوب کے میلاد کو بھلا کر ناشکری کا اِرتکاب مت کرنا۔ تم پر میری یہ نعمت، سب سے بڑی نعمت، اور میری ساری نعمتوں کی اصل ہے اور یہی دراصل ہر ہست و بود کا سبب ہے۔ رب کریم فرماتا ہے :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ۔

(آل عمران: ۳/ ۱۶۴)

بے شک اللہ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا ہے کہ اس نے انھیں میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمادیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (التوبہ: ۱۱/ ۱۲۸)

بے شک تمھارے پاس تشریف لائے تم ہی میں سے وہ رسول جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمھاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمالِ مہربان ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفا شعار اُمتی تحدیثِ نعمت کے طور پر اور اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کا شکر اَدا کرنے کے لیے جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منا کر رحمت الٰہی کی بہاروں کو سمیٹتے ہیں، اور پوری دُنیا میں نہ جاننے والے کافروں اور مشرکوں کو بھی یہ پیغام دیتے ہیں کہ آج مسلمانوں کے عظیم پیغمبر، ہادیِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کا دن ہے، جس میں خوشیاں منانا عقل و شرع دونوں کا مقتضا ہے۔ مسلمانو! فضل و رحمت کے حاصل ہونے پر خوشی منانے کا حکم تو خود رب العالمین نے دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ (یونس: ۱۱/ ۵۸)

اے محبوب اپنی اُمت سے کہہ دو! اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر

خوب خوب خوشیاں منائیں۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (والضحیٰ: ۳۰/۱۱) اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔

سُنّی بھائیو، ذرا بتاؤ! کیا اللہ کے رسول کی ولادت سے بڑی بھی کوئی خوشی ہوسکتی ہے؟ اور ہاں! اللہ نے قرآن مقدس میں یہ بھی فرمایا ہے :

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۔

(ابراہیم: ۱۴/۷)

اگر تم اِحسان مانوگے تو میں تمھیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو سن لو میرا عذاب سخت ہے۔

تم بھی میلاد مناؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں!

مسلمان بھائیو! خدارا سچ بتاؤ! کیا جشنِ میلاد منانا درحقیقت اللہ کے فضل و کرم اور اس کے لاثانی اِحسان و انعام کا چرچا کرنا اور شکر بجالانا نہیں ہے؟ کیا جشنِ میلاد دعوت الی اللہ والرسول کا عظیم ذریعہ نہیں ہے؟ آخر میلاد میں کیا ہوتا ہے، یہی نا کہ محافل میلاد میں اللہ کی وحدت، اس کی قدرتِ کاملہ کا بیان، رسول اللہ کی حیاتِ مبارکہ، ان کی بے مثل بشریت و نورانیت، فضائل و کمالات، ان کی ولادت و معجزات اور پاکیزہ اخلاق، حمد و نعت، درود و سلام، آپ کی عزت و تکریم اور جلالت عظمت و شان کا بیان ہوتا ہے۔

اب کوئی انصاف سے بتائے کیا یہ ناجائز چیزیں ہیں؟ اگر کوئی ان امور کو اب بھی ناجائز کہتا ہے اور ان پر شرک و بدعت کے فتوے داغتا ہے تو وہ سن لے! وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غدار ہے، دین کے مزاج سے ناآشنا ہے، اور آقا کا نامراد و بے وفا اُمتی ہے۔ اور اگر جواب ہاں میں ہے۔ تو پھر آؤ! دیر کس بات کی! تم بھی میلادی بن جاؤ، ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم دُرودی اور میلادی ہیں 'بارودی' اور 'داعشی' نہیں۔

اب آیئے! عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِثبات پر مختصراً اَئمہ اَعلام، رجال اُمت، اَعیانِ ملت، محدثین اور اولیاے کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے پاکیزہ معمولات و فرمودات پر مشتمل ایمان افروز تحریر پڑھیں۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام بخاری شافعی کی نظر میں

اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کے جامع و مرتب حضرت امام اسماعیل بخاری

علیہ الرحمۃ (۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ) فرماتے ہیں :

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بھائی ابولہب بھی تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی باندی ثویبہ نے اسے خوش خبری دی کہ آج تمھارے بھائی عبد اللہ کے گھر بچہ کی ولادت ہوئی ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا۔ اور مرحوم بھائی کی ایک یادگار یعنی بھتیجا پیدا ہونے کی خوشی میں انگلی کے اشارے سے اس نے اپنی لونڈی کو کہا کہ جا تو آزاد ہے۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ ابولہب جو قطعی کافر تھا، اور جس کی مذمت میں قرآن پاک کے اندر مکمل ایک سورت (تبت یدا) نازل ہوئی ہے۔ کافر ہونے کے باوجود نبی کی ولادت کی خوشی میں اپنی باندی کو آزاد کرنے کا صلہ یہ ملا کہ اسی بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر دوشنبہ کے دن اسے شہادت کی انگلی سے پانی ملتا ہے اور وہ سیراب ہو جاتا ہے۔ (اللہ اس پر قادر ہے) اور اس طرح اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں :

فلما مات ابو لهب أُرِيَهُ بعض أهله بشرِّ حِيبَةٍ قال له ماذا لقيتَ قال أبولهب لم ألقَ بعدكم غير انى سُقيت فى هذه بعتاقتى ثُوَيبَة۔ (بخاری: ۱۶/۹۴ رقم الحدیث: ۴۷۱۱)

یعنی جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے (ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے جو ابولہب کے سگے بھائی ہوتے تھے) اسے خواب میں برے حال میں دیکھا، اور پوچھا کہ بتا مرنے کے بعد تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی۔ مگر ہاں مجھے اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہے، کیوں کہ میں نے اس انگلی کے اشارے سے اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

قارئین باتمکین! ذرا غور فرمائیں کہ مذکورہ روایت سے ابولہب کی زندگی کے دو کردار اُبھر کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک بھتیجے کی محبت کا (خواہ تھوڑی دیر ہی کے لیے) اور دوسرے عداوت رسول کا، اور ان دونوں کا صلہ بھی اسے حق تعالیٰ کی طرف سے عجیب ملا کہ جب ابولہب نے

رسول دُشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے برے کلمات اِستعمال کیے تو غیرتِ حق کو جلال آیا اور اس نے ان نامُراد ہاتھوں ہی کو ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیا، جو محبوبِ گرامی وقار کے خلاف فضاؤں میں بلند ہوئے تھے۔

لیکن وہی ابولہب ہے کہ جب تھوڑی دیر ہی کے لیے سہی! پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اِظہار کرتا ہے اور آپ ﷺ کی ولادت پر خوش کا مظاہرہ کرتا ہے تو پروردگار عالم نے اتنی دیر کی خوشی کو بھی رائیگاں جانے نہیں دیا، بلکہ اس کا صلہ بھی اسے مسلسل عالم برزخ میں مل رہا ہے۔

یہاں ایک نکتہ یہ بھی خصوصیت کے ساتھ یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ ابولہب نے میلاد النبی ﷺ کی خوشی انھیں پیغمبر یا رسول جان کر نہیں منائی تھی بلکہ مرحوم بھائی کی یادگار اور اپنا بھتیجا جان کر منائی تھی، تو حالتِ کفر میں رہتے ہوئے بھی اللہ نے اس کا صلہ اسے عطا کر دیا، تو بھلا جو خوش نصیب انھیں اپنا پیغمبر و پیشوا اور محبوب ربّ العالمین جان کر ان کے میلاد کی خوشیاں منائے، تو ذرا سوچیں کہ اس پر خدا کی رحمتوں کی کیسی بھرن برستی ہوگی اور پروردگار عالم اسے اپنی خصوصی رحمتوں اور برکتوں سے کیسا نوازتا ہوگا!

ایسے ہی موقع پر حضرت شیخ سعدی کا قلم جھوم کر لکھتا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم　　　تو کہ با دشمناں نظر داری

یعنی اے پروردگار! جب تو کرم کرنے پر آتا ہے تو اپنے دُشمنوں کو بھی نواز دیتا ہے تو پھر تو اپنے یاروں اور پیاروں کو اپنی عطاؤں سے کیسے محروم رکھے گا!

میلاد النبی ﷺ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی کی نظر میں

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) مندرجہ بالا حدیث بخاری کے تحت رقم طراز ہیں:

’حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اسے مرنے کے ایک سال بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا حال ہے؟

اس نے مجھ سے کہا کہ مرنے کے بعد مجھے کوئی راحت نہ ملی؛ لیکن ہر پیر کے دن

میرے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔(پوچھا کہ اس کی وجہ؟ تو بولا)

و ذلك ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثویبة بشرت أبا لهب بمولدہٖ فاعتقها ۔

یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن دُنیا میں تشریف لائے۔(ابولہب کی کنیز) ثویبہ نے جب ابولہب کو میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوش خبری سنائی تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری:۹/ ۱۴۵)

میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امام ترمذی شافعی کی نظر میں

ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ اِمام ترمذی علیہ الرحمۃ (۲۰۹ھ۔۲۷۹ھ) نے اپنی جامع میں جس کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کو بیان کرنے کے لیے ایک مستقل باب باندھا ہے،جس میں انھوں نے صرف میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث کو ذکر کرنے کا اہتمام فرمایا ہے۔باب یوں ہے:

باب ماجآء فی میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔

(ترمذی:٦/ ۱۸)

سوچنے کا مقام ہے کہ اگر میلا دمنانا ناجائز یا غیر شرعی ہوتا،تو امام ترمذی جیسے جلیل القدر محدث بھلا کیوں اس کو ایک الگ باب میں ذکر کرتے! یا اگر انھوں نے ذکر کر دیا تو کم از کم بعد میں آنے والے محدثین یا شارحین ترمذی ضرور اس کا رَد فرما دیتے۔مگر ایسا کچھ بھی نہیں، آج تک وہ 'باب' علی حالہٖ قائم ہے۔

میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی نظر میں

اس (مذکورہ) واقعہ میں مولود والوں کے لیے بڑی دلیل ہے، جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبِ ولادت کی خوشیاں مناتے اور اپنا جائز مال و دولت خرچ کرتے ہیں۔یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے اِنعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا صلہ ہوگا جو محبت وخوشی سے بھرا ہوا ہے، اور میلا دِرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقع پر مال خرچ کرتا ہے۔(مدارج النبوۃ، دوم)

میلا د النبی ﷺ کے متعلق حاجی اِمداد اللہ کا ایک اِنکشاف

مولوی اَشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ دیوبندی جماعت کے یہ تینوں مولوی، فاتحہ، عرس، میلا د النبی ،صلاۃ وسلام مع قیام کو بدعت اور ناجائز کہتے تھے، اور باقاعدہ اس پر مناظرے کرتے تھے۔ تفصیلات جاننے کے لیے علامہ حافظ محمد عبدالسمیع بیدؔل سہارن پوری کی شہرۂ آفاق کتاب ''انوارساطعہ دربیانِ مولودوفاتحہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ ان تینوں مولویوں کے پیرومرشد حاجی اِمدادُ اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (۱۲۳۳ھ۔۱۳۱۷ھ) نہ صرف معمولاتِ اہل سنت کے قائل بلکہ ان پر سختی سے عامل بھی تھے۔ عرب وعجم جہاں بھی رہے کبھی ان معمولات میں فرق وخلل آنے نہ دیا۔

انھوں نے اپنے مریدوں کی اِصلاح کے لیے 'فیصلہ ٔہفت مسئلہ' نامی ایک کتاب لکھی ہے، جس میں فاتحہ، عرس، میلاد، صلاۃ وسلام مع قیام وغیرہ معمولاتِ اہل سنت کے جواز کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ پیر صاحب نے اپنے تینوں مریدوں کو متنبہ کیا ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانوں میں انتشار اور فساد مت پھیلاؤ، مگر ساری کوشش ونصیحت بے کار۔ شومیِ قسمت ان کا مقدر بنی رہی، اور اِن فسادی مولویوں نے اپنے پیرومرشد کی ایک نہ سُنی ، اور اپنی ہٹ اور ضد پر اَڑے رہے۔ مقام غور ہے کہ جب وہ اپنے پیر کے نہ ہوئے تو ہمارے آپ کے کیا ہوں گے!

اِس سے پتا چلا کہ وہ لوگ مرید تو تھے، مگر مرید صادق نہیں بلکہ مرید مَرید! یا مرید مریض تھے!! حضرت مہاجر مکی میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل وشواہد دینے کے بعد خود اَپنا معمول بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> 'اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ اسے ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں'۔ (فیصلہ ٔہفت مسئلہ:۷)

دیوبندی جماعت کے پیر صاحب تو میلاد مناتے رہے، برکتیں حاصل کرتے رہے؛ مگر حیرت ہے ان کے جعلی مولویوں اور فرضی حواریوں پر۔ اَب دیوبندی جماعت کے حواری مواری بتائیں کہ وہ حضرت مہاجر مکی علیہ الرحمۃ پر کیا فتوی لگائیں گے؟ کیا انھیں بھی بدعتی وجہنمی کہیں گے؟

مذکورہ تینوں مولوی تا دَمِ حیات ان کے مرید بن کر رہے، بلکہ خلافت کے بھی دعوے دار رہے۔ واللہ اعلم۔ جب تمھارے نزدیک میلاد منانا ناجائز ہے اور ناجائز وفعل حرام کا مرتکب فاسق و فاجر، تو کیا ایسے پیر سے بیعت ہونا جائز ہے؟ لیکن پہلے یہ فیصلہ تو کرو کہ تینوں مرید حق پر تھے؟ یا پیر

ومرشد؟ یاللعجب۔ ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک غیر مقلد کے عالم کی نظر میں

غیر مقلدین کے نام ور مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:

'اس میں کیا برائی ہے، اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع، ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ یا سیرت آنحضرت کا کرلیا کریں۔ پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں'۔ (الشمامۃ العنبریۃ: ص ۱۲)

ایک اور مقام پر نواب صاحب میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا حتمی فیصلہ یوں سناتے ہیں:

'جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا اس نعمت کے حصول پر نہ کرے وہ مسلمان نہیں'۔ (الشمامۃ العنبریۃ: ص ۱۲)

غیر مقلدو! اب بتاؤ، یہ کیا ہو گیا؟ تمھاری مسلمانی اور ایمان کا فیصلہ تمھارے ہی مولوی جی کر گئے؟ اَب دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ خود اپنے مولوی پر کیا حکم لگاؤ گے؟

آپ خود اپنے ذرا طرزِ عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

سچ فرمایا تھا امام اہل سنت، مجدد دین وملت شاہ احمد رضا محدث بریلوی نے ؎

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

یومِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جشن ہے سوگ نہیں!

وہابی دیوبندی! مسلمانوں کو میلاد سے روکنے کے لیے بڑے زور وشور کے ساتھ یہ اِعتراض بھی کرتے ہیں کہ بارہ ربیع الاوّل کو تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اِنتقال ہوا تھا۔ صحابہ نے تو غم منایا تھا۔ رو رہے تھے اور یہ دیکھو سُنّی مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں، جلوس نکال رہے ہیں؟

یوں ہی اگر میلاد عید کا دن ہے تو خطبہ کیوں نہیں؟ نماز کیوں نہیں؟ اسلام میں تو صرف دو ہی عیدیں ہیں: عید الاضحیٰ اور عید الفطر، یہ تیسری عید کہاں سے آگئی؟ یہ اُن لوگوں کے جادوئی

اور میجک سوالات ہیں، جنھیں سن کر کم علم اور سادہ لوح سُنّی مسلمان تھوڑی دیر کے لیے تو سکتے میں آ جاتا ہے، مگر پھر اس کو حقیقت سمجھ میں آ جاتی ہے، واقعتاً ان سوالات کی حقیقت تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں۔ بڑے آسان جوابات ہیں ان کے۔

تو لیجیے اب سنیے! ہم سنیوں کا اس بات پر قطعی یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہراً دُنیا سے پردہ فرما چکے ہیں، مدینہ طیبہ میں اپنی قبر مقدس کے اندر زندہ اور آرام فرما ہیں۔ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم۔ (الشفاء:۱/۵۶)

تمھارے حق میں میری زندگی اور موت دونوں ہی بہتر ہے۔

اپنے وقت کے عظیم محدث وسیرت نگار اور کشتہ عشق مصطفیٰ؛ حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں :

فکان حیاته رحمة و مماته رحمة۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بھی رحمت ہے اور ان کی موت بھی رحمت ہے۔

اَب وہابیو دیوبندیو! بتاؤ! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِس فیصلے سے تمھیں کیوں بیر ہے اور ان کی رحمت تمھارے لیے کیوں زحمت بنی ہوئی ہے کہ سوتے جاگتے سوگ سوگ کا نعرہ بلند کر رہے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک ہر عالَم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، قرآن کی نص صریح اس پر شاہد عدل ہے۔ آپ کے ظاہری وصال فرما جانے سے نہ ہی آپ کی نبوت ختم ہوئی، نہ ہی آپ کی رحمتیں ختم ہوئیں، نہ ہی آپ کا کلمہ بند ہوا، اور نہ ہی آپ کی اطاعت و پیروی منقطع ہوئی۔ وفادارانِ اُمت سے آپ کا رشتۂ محبت کل بھی تھا، آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

رہی بات صحابۂ کرام کے غم اور سوگ منانے کی تو انھوں نے یقیناً منایا تھا؛ مگر کب اور کب تک؟ انھوں نے یقیناً منایا تھا مگر بوقت وصال منایا تھا، اور اس کی وجہ ایک کم علم مسلمان بھی سمجھ سکتا ہے کہ قبض روح کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسد مبارک اُن کی نگاہوں کے سامنے تھا تو کیا اس عالم میں صحابۂ کرام خوشی مناتے؟ شریعت، حالات، محبت اور انسانی فطرت کا

تقاضا وہی تھا جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا؛ مگر کوئی بھی وہابی، دیوبندی جواب دے، کیا خلفاے راشدین، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اور اِنتقال کے بعد ہر سال اُن کا یوم وصال یا سوگ دن مناتے رہے ہیں؟

اگر ہاں تو ثابت کرو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو تم مسلمانوں کو یومِ وصال منانے کی ترغیب کیوں دیتے ہو؟ تمھارے نزدیک اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا تم خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوم سوگ یا یوم وصال مناتے ہو؟ نہیں اور بالکل نہیں! تو آخر سنیوں کو اس عمل کی ترغیب دینے یا مغالطے میں ڈالنے کا کیا مقصد ہے؟ جس کی نہ تمھیں خبر ہے اور نہ جس پر تمھارا عمل ہے؟

دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ نہیں نہیں! بلکہ پوری دال کالی ہے۔ تمھاری نیتوں میں کھوٹ ہی کھوٹ ہے۔ دراصل تم مسلمانوں کو مغالطہ دے کر کسی طرح میلاد سے روکنا چاہتے ہو۔ تم انھیں اپنا ہم نوا اور ہم خیال بنانا چاہتے ہو۔ اور تمھاری پوری کوشش یہی ہوتی ہے کہ کاش! کسی طرح میلاد بند ہو جائے؛ مگر تم بخوبی جانتے ہو یہ قیامت تک نہیں کر پاؤ گے۔

سُنّی مسلمانو! اعتراضات کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ دُنیا کا سب سے آسان کام تنقید کرنا ہی تو ہے، تو انھوں نے اعتراض کر کے کون سا میدان مار لیا! خدا کا شکر ہے، ہر آنے والا دن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نئے رنگ و آہنگ سے متعارف کرا رہا ہے۔ اور عظمت و رفعت شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ سچ ہی کہا تھا کہنے والے نے ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

میرے سُنّی بھائیو! آپ اعتراضات کے پیچھے منکرین کے چھپے گھناؤنے مقصد اور ان کی نیتوں کے فتور کو پہچانو۔ وہ لوگ جنھیں خود دین کی معرفت اور خبر نہیں وہ تمھیں کیا دین و شریعت سمجھائیں گے؟ بطورِ نمونہ یہ اعتراضات یہاں نقل کر دیے گئے۔ ورنہ منکرین میلاد سے ایسے ہزاروں اعتراضات کیے جا سکتے ہیں اور وہ قیامت تک ان کے جوابات نہیں دے سکتے۔ **فإن لم تفعلوا ولن تفعلوا**، کیوں؟ اس لیے کہ حق ہمیشہ سر بلند ہوتا ہے اور باطل کو منہ کی کھانی پڑتی ہے ؎

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی جنھیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہل سنت کو آباد رکھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا میلاد ہوتا رہے گا

اِسلام میں سوگ کب، کس پر اور کتنی مدت تک!

اے منکرین میلاد! اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ وصال ۱۲/ربیع الاوّل ہی کو مان لیں، تب بھی غم اور سوگ منانا جائز نہیں ہے، حرام ہے! کیوں؟ اس لیے کہ اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں، ان کا کلمہ جاری، ان کی رحمت جاری، بیرونِ نماز، اندرونِ نمازوں، اور خطبوں میں ان پر درود و سلام کا حکم و سلسلہ جاری، ان کی شریعت کے احکام جاری اور اُمت پر ان کی نبوت کا فیضان جاری۔ آخر مسلمان غم اور سوگ کیوں منائیں؟

ذرا ان منکرین میلاد سے کوئی پوچھے کہ شریعت اسلامی میں کسی کی موت پر غم اور سوگ منانے کی مدت کیا ہے؟ تم اپنے مرحومین کا سوگ کب تک مناتے ہو؟ کیا تمھیں سوگ منانے کی مدت بھی نہیں معلوم؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

'لا یحل لامرأة تؤمن باللہ و الیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلاث الا علی زوج فانھا تحد علیہ أربعة أشھر و عشرا۔

(بخاری/۲/۸۷۔ مسلم/۲/۱۱۲۵)

یعنی جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ ہاں! بیوی کو حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کے انتقال پر چار ماہ اور دس دن تک سوگ منائے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کو تو چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے اور وہابی دیوبندی کہتے ہیں کہ تم سوگ اور غم مناؤ۔ تعجب ہے! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو تین دنوں سے زیادہ سوگ منانے سے منع کر رہے ہیں، اور یہ منکرین میلاد کیا بکواس کر رہے ہیں؟ مسلمانو! اب ایمان سے بتاؤ کہ ہم اپنے نبی کی سنیں یا ان منکرین بددین کی!

اچھا ان سے کوئی ذرا یہ تو پوچھے کیا تم لوگوں نے کبھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوم سوگ منایا ہے؟ چلو اگر تمھارے نزدیک وہی صحیح ہے تو تم قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دے کر وہی دن منا کر دکھاؤ؟ مگر کہتے ہیں نا! 'چور کی داڑھی میں تنکا'

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ روزِ عید ہے

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

ارشاد پاک ہے:

"تمھارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کا انتقال ہوا۔ اللہ نے تمھارے لیے جمعہ کو عید کا دن بنایا ہے"۔ (ابن ماجہ/ ابوداؤد/ نسائی)

مسلمانو! غور کرو! حضرت آدم جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور اسی دن ان کا انتقال ہوا، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوگ نہیں منایا اور نہ ہی اس کا حکم دیا بلکہ جمعہ کو عید، خوشی اور مسرت کا دن قرار دیا۔

تو جب آدم علیہ السلام کی ولادت اور وصال کا دن عید کا دن ہوسکتا ہے تو جو فخر آدم و بنی آدم ہے؛ اس کا یوم میلاد یعنی ولادت کا دن عید کا دن کیوں نہیں ہوسکتا؟ ہمیں عیدین ہی نہیں بلکہ دین و دُنیا کی جو بھی خوشیاں ملی ہیں- سب میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہیں۔ اگر مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی، اے عیسیٰ! اگر تم میرے محبوب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لانا اور اپنے اُمتیوں کو بھی میرے محبوب پر ایمان لانے کا حکم دینا۔ اور یاد رکھنا فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن۔ (الخصائص الکبریٰ۔ ۱/ ۱۲)

یعنی اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ کرتا۔ نہ جنت کو وجود بخشتا، نہ جہنم پیدا کرتا۔ جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ مضطرب تھا (اس کے اضطراب کو ختم کرنے کے لیے) میں نے اس پر (کلمہ طیبہ) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تو اسے قرار آ گیا۔ (امام حاکم نے مستدرک میں اس کی تخریج کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے)۔ ؎

یہ سب ہے مرے نور والے کا صدقہ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

قرآن مجید میں لفظ 'عید' خوشی کے معنی میں مستعمل ہے

کہتے ہیں جاہلوں کا اِجتہاد لولا لنگڑا ہی ہوتا ہے۔ راستے کھو جاتے ہیں ۔منزلیں گم ہوجاتی ہیں ۔اور نتیجتاً اِنسان گم راہ ہوجاتے ہیں ۔ ذرا اس کا نمونہ دیکھ لیں ۔ اگر میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کا دن ہے تو نماز کیوں نہیں؟ خطبہ کیوں نہیں؟ یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟

اِن منکرینِ میلاد کی اُلٹی منطق پر حیرت ہوتی ہے! جو میلاد کے اَحکامات، فقہ کی کتابوں میں تلاش رہے ہیں۔ اُردو میں یہ محاورہ بالکل عام ہے کہ جب کسی انسان کو کوئی بڑی نعمت مل جاتی ہے تو فوراً کہہ دیا جاتا ہے کہ ارے میاں! آج تو تمھاری عید ہوگئی۔ تو کیا اس کا یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ، میاں! آج جب تمھاری عید ہوگئی تو اب ایک ایسے امام کو ڈھونڈو جو تمھارے لیے نماز عید اور خطبے کا بھی اہتمام کرے۔ ویسے تمھارے لنگڑے اجتہاد کا نتیجہ تو یہی نکلے گا۔ ایسے اجتہاد پر ہوش کے ناخن لو۔ اے میرے سُنّی بھائیو! اب حقیقت سنو۔ قرآن مجید میں لفظ 'عید' خوشی، مسرت اور شادمانی کے معنی میں خود اللہ نے استعمال فرمایا ہے۔ بایں معنی عید میلا دالنبی کا مطلب ہوا نبی کی ولادت کی خوشی، اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادمانی۔

جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دُعا فرمائی کہ: 'اے اللہ! ہمیں جنتی خوان عطا فرما جو تیری قدرت کاملہ کی نشانی ہو اور ہمارے لیے عید ہو۔'

دُعا قبول ہوئی۔ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی اُمت کے لیے آسمان سے خوانِ نعمت نازل فرمایا۔ قرآن مجید میں ہے :

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنۡكَ‌ۚ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۔

(مائدہ: ۶/ ۱۱۴)

اے اللہ، اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو اور ہمارے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی، اور ہمیں رزق دے اور تو ہی بہترین روزی عطا فرمانے والا ہے۔

اگر جنت سے ربانی دسترخوانِ نعمت اُترے تو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور اُمتیوں کی

عید ہوسکتی ہے تو جو نبی۔کل کائنات کی اصل اور وجہِ تخلیق آدم و بنی آدم ہیں اُن کی آمد و میلاد پر عید کیوں نہیں ہوسکتی!

وہابیو، دیوبندیو! لفظ عید کی وضاحت وصراحت تو قرآن سے ہوگئی کہ جس دن نعمت ملے وہ عید یعنی خوشی اور مسرت کا دن ہوتا ہے۔اب کیا قرآن کو بھی جھٹلاؤ گے؟ کیا قرآن پر بھی وہی اعتراض کروگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس دن بھی عید کی نماز یا خطبہ کا حکم دیا گیا تھا یا نہیں؟ عیدین تو اُمت محمدیہ کے خواص سے ہے؟ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس دن کو عید کیوں کہا؟ نعوذ باللہ من الجھل و السفاھۃ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سوگ اور غم کس نے منایا تھا؟

محدث جلیل، امام سہیلی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد پر ابلیس دھاڑے مار مار کر رو رہا تھا، ساری کائنات نے رحمت دو جہاں کی ولادت کی خوشی منائی؛ مگر ابلیس سوگ مناتا رہا۔کیوں؟ اس لیے کہ اب ابلیسی نظام کا خاتمہ ہونے والا تھا اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی کائنات کے گوشے گوشے میں پہنچنے والی تھی، اس لیے اپنی ناکامی کھلی آنکھوں دیکھ کر ابلیس بے بسی کے عالم میں دھاڑیں مار مار کر روئے بغیر نہ رہ سکا۔آج بھی بہت سے ابلیسی ذہن رکھنے والے اس کی روایت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر لایعنی اعتراضات کر کے قلبِ ابلیس کی فرحت کا سامان فراہم کر رہے ہیں!

علامہ ابن کثیر اور دیگر بہت سے معتبر مؤرخین اسلام نے اس کی تائید وتوثیق فرمائی ہے:

إن ابلیس رن أربع رنات حین لعن وحین اھبط وحین ولد رسول اللہ وحین انزلت الفاتحۃ۔

(البدایہ والنھایۃ:۲/۳۲۶۔۹/۲۵۱۔السیرۃ النبویۃ:۱/۲۱۲۔الخصائص الکبریٰ:۱/۱۸۳)

یعنی ابلیس چار مرتبہ چیخ چیخ کر رویا: پہلی بار، جب اس پر لعنت کی گئی، دوسری بار، جب اسے جنت سے نکال کر زمین پر اُتارا گیا۔تیسری بار، جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔اور چوتھی بار، جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔ے

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جھنڈے کیوں لگاتے ہیں؟

منکرین میلاد! ماضی قریب میں تم نے سول کوڈ کے خلاف مک مورچہ نکالا (کئی سُنّی علما نے بھی انجانے میں شرکت کی۔ اللہ بچائے سنیوں کو) تم نے جمعیۃ کے پرچم بھی لہرائے اوران کے بینرز بھی لگائے۔ الیکشن میں اپنی پارٹیوں کے جھنڈے لگاؤ، نیتاؤں کے بینر لگاؤ، چاہے وہ پارٹیاں کافروں کی ہوں، خوب فضول خرچی کرو، خوب پیسے اُڑاؤ، شیوسینک بنو، کانگریسی بنو، (سیاسی بنو) تمھیں یہ سب کچھ نہ صرف منظور ہے بلکہ اس پر فخر بھی جتاتے ہو؛ مگر جب مسلمان اپنے نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی کا اظہار کرنے کی خاطر اِسلامی جھنڈے لگائیں، مذہبی بینرز لگائیں تو تمھارے سینوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں۔

ایک مسلمان کے لیے سر پیٹ لینے کا موقع ہے کہ کانگریس اور بی جے پی کا جلوس تو تمھیں منظور ہے؛ مگر مسلمان جلوسِ محمدی نکالیں تو تمھیں اس کا حصہ بننا منظور نہیں ہے۔ آخر تمھاری مخالفت کی اصل وجہ اور تمھاری علتِ انکار کیا ہے؟ سچ بتاؤ! اگر تم پارٹی کے جھنڈے لگانے سے انکار کروگے تو تمھارا کیا حال ہوگا؟

اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم سیاسی پارٹی کے جھنڈے کیوں لگاتے ہو؟ اس عمل کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جو جواب ہو وہی ہماری طرف سے میلاد کے موقع پر لہرائے جانے والے جھنڈوں کی بابت قبول کرو۔ علاوہ بریں اس کی ایک وجہ ہم سے سنو کہ ہم جھنڈے کیوں لگاتے ہیں!

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی برکت سے بوقت میلاد میرے ساتھ یہ واقعہ رونما ہوا:

> كشف الله عن بصری و ابصرت تلك الساعة مشارق الارض ومغاربها ورأيت ثلاثة أعلام مضروبات علما فی المشرق وعلما فی المغرب و علما علی ظهر الكعبة فاخذنی المخاض فوضعت محمدا فنظرت اليه فاذا هو ساجد۔ (المواھب اللدنیۃ: ۱/ ۷۷۔ الخصائص الکبریٰ: ۱/ ۸۲)

یعنی اللہ نے میری نگاہوں سے پردے اُٹھا دیے۔ اس گھڑی میں نے (مکہ ہی سے) مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔ میں نے اس گھڑی تین جھنڈے دیکھے۔ ایک

مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسر جھنڈا خانۂ کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا تھا۔
پھر مجھے درد زہ شروع ہوا۔ اور میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنا تو کیا دیکھا
کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہیں۔
یہ جنتی جھنڈے سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر لگائے تھے۔ (تفسیر الم نشرح)۔

رُوح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اُڑا پھریرا صبح شب ولادت

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اخیر میں تھوڑی دیر کے لیے میرا روئے سخن ہر اُس شخص کی طرف ہے جو محفلِ میلاد کو ناجائز کہتا ہے، شریعت کی مانتا نہیں، سنتا نہیں اور ہٹ دھرمی کرتا ہے۔ جن لوگوں پر محافلِ میلاد کی بابت اِعتراضات کرنے کا بھوت سوار ہو گیا ہے؛ ایسے آسیب کے ماروں سے میرے چند معروضات ہیں، وہ ان سوالات کے جوابات دیں؟ مگر ہاں! صرف اور صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں!!

کیا اللہ اور اس کے رسول نے، یا خلفاے راشدین نے، یا کسی صحابی نے میلاد منانے سے روکا یا حرام و ناجائز کہا ہے؟ اگر ہاں! تو وہ آیت یا حدیث پیش کرو جس میں میلاد کا ناجائز ہونا صراحتاً مذکور ہو۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو تم کو یہ اختیار کس نے دیا؟

یاد رکھنا! دین میں اپنی طرف سے کوئی بات گھڑنا حرام و گناہ ہے، جس کا تم لوگوں نے جرم کیا ہے۔ مسلمانوں کو اچھے کاموں سے روکنا یا ان میں جھگڑا لگانا اور فتنہ پیدا کرنا حرام و گناہ ہے۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ ہمارے تمھارے بچے اسکولوں میں یوم آزادی کا جشن ہر سال مناتے ہیں؟ اور تم نے بھی منایا ہے۔ پرچم کشائی بھی کرتے ہو۔ ترنگا بھی لہراتے ہو۔

اب مجھے بتاؤ کہ کیا اللہ کے رسول نے، خلفاے راشدین نے یا کسی صحابی نے ایسے کاموں کا حکم دیا ہے، یا منایا ہے؟ اگر ہاں! تو دلیل پیش کرو؟ اور نہیں یقیناً نہیں تو پھر تمھارے نزدیک اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ میلاد منانے والوں سے تم بار بار دلیل مانگتے ہو؛ مگر تم نے

اپنے ان کاموں کوکبھی شریعت کی کسوٹی پر پرکھا؟کبھی کسی سے قرآن وحدیث کی روشنی میں ثبوت کا مطالبہ کیا؟اگرنہیں،تو کیوں؟

تم اپنے گھروں میں شادی بیاہ کے موقع پر خوب سجاوٹ کرتے ہو۔ لائٹنگ اور ڈیکوریشن کرتے ہو۔کیااللہ کے رسول نے،خلفاے راشدین نے یاکسی صحابی نے یہ کام کیا،یااس کاحکم دیا؟اگرنہیں اوریقیناً نہیں توتم کیوں کرتے ہو؟

الیکشن میں سلیکشن کے لیےاپنی پارٹی کے جھنڈے لگاتے ہو،اپنے سیاسی آقاؤں کوخوش کرنے کے لیے پارٹی کے بینرز لگاتے ہو؟ پرچارکرنے کے لیے چاہے پارٹی کافروں کی ہو،جلسے کرتے ہو،جلوس نکالتے ہو،خوب پیسے اُڑاتے ہو؟ کیااللہ کے رسول نے یاخلفاے راشدین نے یہ کام کیا؟ یقیناً نہیں،اب بتاؤتم جوجلسہ وجلوس نکالتے ہو،جھنڈے لگاتے ہو،بینرچھاپتے ہو، تمھارے پاس اس کاکیاثبوت ہے؟ کیایہ بدعت نہیں؟

یکساں سول کوڈ کی مخالفت میں تم نے جلسے بھی کیے،جلوس بھی نکالے،بعض سنیوں کواِتحاد کاجھانسہ دے کران کوبھی جلسہ وجلوس میں شامل کروایا۔کیااللہ کے رسول نے،صحابہ نے اس طرح کے جلسہ وجلوس کیے ہیں؟اگرہاں!توقرآن وحدیث سے ثابت کرو،اوراگرنہیں اوریقیناً نہیں تو تمھارے نزدیک اس عمل کی شرعی حیثیت کیاٹھہری؟

تم ایک روزہ،تین روزہ تبلیغی اِجتماعات کرتے ہو۔کیااللہ کےرسول نے یاکسی صحابی نے اس طرح تبلیغ کی؟اوراس انداز کےاجتماعات منعقد کیے؟اگرنہیں توتمھارے پاس اس کی کیادلیل ہے؟

حکومت سعودی اوردیگرعربی ممالک میں نیشنل ڈے منایاجاتاہے۔جھنڈےلگائے جاتے ہیں۔ملک بھرکوسجایاجاتاہے۔ان کاموں پرہرسال لاکھوں ریال خرچ کرتے ہیں۔کیااللہ کےرسول نے یاکسی صحابی نے یہ کام کیے؟اگرنہیں اوریقیناً نہیں توکبھی ان کاموں پرتم نے اعتراض کیا؟

سیرت کے پروگرامس کرتے ہو،جلسہ مدحِ صحابہ مناتے ہو۔کیادورِرسالت میں یاخیر القرون میں اس طرح کے پروگرام کیے جاتے تھے؟اگرہاں!توثبوت پیش کرواوراگرنہیں یقیناً نہیں توشرعاًتمھارے اس عمل کی کیاحقیقت ہے؟

تم کہتے ہواسلام میں صرف دوعیدیں ہیں،تونبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کو

عید کیوں قرار دیا؟ سال میں کتنے جمعہ آتے ہیں؟ کتنی عیدیں ہوئیں؟ لفظ عید کن معانوں میں اِستعمال ہوتا ہے؟ لفظ عید کا اطلاق کہاں ہوتا ہے؟ کیا عید کا لفظ صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے ساتھ ہی خاص ہے؟ قرآن مجید میں حقیقت اور مجاز کا اِستعمال ہے یا نہیں؟ صرف قرآن و سنت سے ثبوت دو؟

منکرو! آج تمھاری مذہبی اور دنیاوی زندگی میں تمہارے گھروں سے لے کر مسجدوں تک اور مسجدوں سے لے کر مدرسوں تک ہزاروں بدعتیں اور ایسے کام ہیں جو دورِ رسالت میں نہیں ہوتے تھے۔ آج تم ان کاموں میں صبح و شام لگے ہو۔ ایسے وقت تمہیں ناجائز و بدعت اور حرام کیوں یاد نہیں آتا؟ اپنا سارا زور اس نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جشن میلاد ہی کے انکار پر کیوں لگاتے ہو! جن کی محبت جانِ ایمان ہے! اسی کو کہتے ہیں: 'میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھوتھو'

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا　　سراسر موم یا پھر سنگ ہوجا

حیرت و اِستعجاب تو اس بات پر ہے کہ میلاد سے روکنے والے اور محافلِ میلاد کو ناجائز کہنے والے، نبی کے اُمتی ہونے کے دعوے دار اور کلمہ خواں ہیں۔ اگر یہ پروپگنڈہ کسی یہودی یا کسی کافر و مشرک نے کیا ہوتا تو اس قدر تکلیف و حیرت نہ ہوتی!

کہتے ہیں نا کہ 'اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔' یہاں بالکل وہی معاملہ ہے۔ مسلمانو! اب بھی وقت ہے ہوش کے ناخن لو؟ ایسے جاہلوں کی اندھی تقلید سے بچو، ان کی باتیں اور ان کی صحبت تمھاری آخرت کو برباد نہ کردے!

یاد رکھو! اِسلام اِعتدال پسند ہے۔ اس کے کسی بھی حکم میں اِنتہا پسندی نہیں، بلکہ اس کا ہر حکم حسن و جمال اور توسط و اعتدال کا بہترین توازن لیے ہوئے ہے۔ مستحسن، مستحب اور مباح اُمور سے اہلِ اسلام کو روکنا، انھیں ناجائز و حرام کہنا، ان پر تشدد و سختی برتنا یہ کسی سرپھرے یا انتہا پسندانہ ذہنیت رکھنے والے شخص ہی کا کام ہوسکتا ہے!

سُنّی بھائیو! اگر میلاد پر وہ اعتراضات کرتے ہیں تو پلٹ کر تم بھی اعتراضات کرنا سیکھو، صرف جواب دینے اور ہمیشہ دفاع کی پوزیشن میں مت رہو پھر دیکھو وہ کیسے رفو چکر اور نو دو گیارہ ہوتے ہیں۔

معمولاتِ اہل سنت و جماعت کی جو معتبر کتب ہیں ان کا مطالعہ رکھیں، ان کے دلائل ذہن و فکر میں بٹھائیں۔ اور اپنے مذہبی مسائل کو سُنّی صحیح العقیدہ علمائے دین اور ماہرین علم و فن سے

پوچھیں۔سوچنے کی بات ہے کہ جب ہم بازار سے ٹماٹر، پیاز، ترکاری یا دیگر دُنیاوی سازوسامان خریدتے ہیں تو کس قدر چھان پھٹک کر لیتے ہیں۔تو اسی طرح دینی اَحکامات سیکھنے میں بھی ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیے،اور صحیح العقیدہ اور راسخ العلم علما کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ؎

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دَم میں جب تک دَم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
زندہ رہے،تو اگلے برس دیکھنا ہمیں
اِس سے بھی بڑھ کے جشن ولادت منائیں گے

وما علینا إلا البلاغ المبین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

☆☆☆

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی

غلام مصطفیٰ رضوی [نوری مشن مالیگاؤں]

ذکرِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجانا، آمد آمد کا تذکرہ، اتباعِ نبوی کا درس، سیرت کے احوال بیان کرنا، اچھائیوں کا حکم دینا؛ برائیوں سے روکنا، تعظیم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش جمانا؛ یہ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد ہے تاکہ زندگیوں میں انقلاب رُونما ہو اور ظاہر و باطن کی تطہیر کا ساماں مہیا ہو۔ اسلاف و اکابر کا یہی معمول و طریقہ رہا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اسلاف کے عقائد و اعمال کی بھرپور ترجمانی کی اور عقیدۂ توحید و رسالت کی حفاظت فرمائی۔ ان کی روش کو ان کے اخلاف و اولاد امجاد نے بھی اپنایا۔ انھیں میں ایک نمایاں نام حضرت شاہ احمد سعید مجددی کا ہے جن کا نسب پانچویں پشت میں حضرت مجدد الف ثانی سے جا ملتا ہے۔

تعارف: مولانا شاہ احمد سعید مجددی؛ مالیگاؤں کے مشہور بزرگ مولانا اسحاق نقشبندی برکتی کے دو واسطے سے مرشدِ گرامی تھے؛ مجدد الف ثانی کے علمی و روحانی و فکری و نسبی وارث تھے۔ مجاہد آزادی تھے۔ یکم ربیع الاول ۱۲۱۷ھ/ ۳۱/جولائی ۱۸۰۲ء کو رام پور [مصطفیٰ آباد] میں پیدا ہوئے اور ۲/ربیع الاول ۱۲۷۷ھ/ ۱۸/ستمبر ۱۸۶۰ء کو [بہ عمر ۵۹ برس] مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ جوارِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دفن ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جن علما نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا، ان میں اس فتویٰ کے محرکِ اول آپ ہی تھے۔ اس تحریک کے باعث بہت سے علما کو بلادِ اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ ان میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی بھی شامل ہیں۔ [مقدمہ، مقاماتِ مظہری، لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۶]

آپ سے متعلق سرسید احمد خاں علی گڑھی لکھتے ہیں: ''علم حدیث و فقہ تفسیر بدرجۂ کمال حاصل تھا، دن رات مشغلۂ تدریس جاری رہتا تھا، مسائل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے تھے اور فتویٰ شرع شریف آپ کی مہر سے مسجل کیے جاتے تھے۔''

[مقالاتِ سرسید، مرتبہ مولوی اسماعیل پانی پتی، لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۲۲۶]

عبدالحی حسنی ندوی لکھتے ہیں: ''وحصلت له الاجازة من الشيخ عبدالعزيز المذكور الصحاح الست والحصن الحصين ودلائل الخيرات والقول الجميل

وغیرھا۔'' [نزھۃ الخواطر، ج ۷، حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء، ص ۴۱]

آپ کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے صحاحِ ستہ، حصن حصین، دلائل الخیرات، القول الجمیل وغیرہا کی اجازت وسند حاصل تھی۔ بوقت ہجرتِ حجاز خانقاہِ نقشبندیہ دہلی کی تولیت مولانا اسحاق نقشبندی کے دادا پیر حاجی دوست محمد قندھاری نقشبندی [موسیٰ زئی] کے سپرد کی۔ آپ نے درجن بھر کے قریب کتابیں تصنیف کیں، فتاویٰ تحریر فرمائے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے دسترخوانِ علم کے خوشہ چیں تھے۔ علامہ فضل حق چشتی خیرآبادی وعلامہ فضل رسول بدایونی سے بھی اکتسابِ علم کیا۔ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد سے متعلق تین کتابیں لکھیں:

[۱] سعید البیان فی مولد سید الانس والجان [اردو مطبوعہ] [۲] الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف [فارسی] [۳] اثبات المولد والقیام [عربی مطبوعہ] [مکتبہ ایشیق استنبول ترکی ومکتبہ سراجیہ موسیٰ زئی نے [۱۹۷۹ء میں] عربی میں مع مقدمہ از محمد اقبال مجددی شائع کیا؛ مؤخر الذکر نے قلمی نسخے کا عکس چھاپا، مرکزی مجلس رضا لاہور نے ۱۹۸۰ء اپریل واکتوبر میں اردو ترجمہ کے دو ایڈیشن شائع کیے،]

میلاد پاک سے متعلق نظریات: [۱] میلاد مصطفیٰ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے دلائل پوچھنے والے اے عالمو! یاد رکھو! میلاد شریف کی محفل میں آپ کے کمالِ شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیثِ ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کا طریقہ رہا ہے۔.......... اگر تم مسلمان ہو اور محبوبِ رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سننے کا شوق ہے تو ہمارے پاس آؤ اور [ہم سے احوالِ مصطفیٰ] سنو تمہیں پتا چلے کہ ہمارا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے، محفلِ میلاد دراصل وعظ ونصیحت ہے اس کے لیے جو کان لگائے اور متوجہ ہو، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: نصیحت کرو بے شک نصیحت مومنین کے لیے مفید ہے۔ [اثبات المولد والقیام، شاہ احمد سعید مجددی، مترجم مولانا محمد رشید نقشبندی، لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۲۱]

[۲] جو اللہ اور اس کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ذکر سے روکے وہ شیطانی لشکر سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نفرت ہے کیوں کہ مومنِ صادق تو ذکرِ محبوب کا مشتاق ہوتا ہے اور ذکرِ محبوب سے لذت پاتا ہے...... [مرجع سابق، ص ۲۲۔۲۳]

[۳] جس دن اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت کا نزول ہو یا کسی مصیبت سے نجات ہو؛ نہ صرف اسی دن بلکہ ہر سال اس تاریخ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے مختلف طریقے ہیں، عبادت، قیام، سجود، صدقہ اور تلاوت وغیرہ اور یوم میلاد شریف وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ کی

سب سے بڑی نعمت عظمیٰ اور رحمت عطا ہوئی۔ لہٰذا ''قصہ ٔ موسیٰ کے ساتھ مطابقت کے لیے ہر سال یومِ میلاد کا اہتمام کرنا چاہیے۔''

اور کہا ہمارے شیخ؛ شیخ الاسلام علامہ جلال الدین سیوطی نے کہ حافظ ابوالفضل کی دلیل کے علاوہ بھی میرے پاس ایک دلیل ہے اور وہ یہ کہ امام بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عقیقہ اعلانِ نبوت کے بعد خود کیا حالاں کہ آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کر چکے تھے اور عقیقہ بار بار نہیں ہوتا ایک ہی دفعہ ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ ایسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادائے شکر کے طور پر کیا تھا؛ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا اور ہمیں آپ کی اُمت ہونے کا شرف بخشا، جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود و سلام بھیجا کرتے تھے ہمیں چاہیے کہ ہم آپ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں، کے ذریعے شکر بجالائیں۔

شرح سنن ابن ماجہ میں اس یوم کی تصریح بھی ہے اور امام جلال الدین نے فرمایا کہ میلادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام معظم و مکرم ہے، آپ کا یوم ولادت مقدس و بزرگ اور یوم عظیم ہے۔ آپ کا وجود عشاق کے لیے ذریعۂ نجات ہے؛ جس نے نجات کے لیے ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا اہتمام کیا؛ اس کی اقتدا کرنے والے پر بھی رحمت و برکت کا نزول ہوگا۔

[مرجع سابق، ص ۲۳۔ ۲۴]

[۴] سید الاولین والآخرین کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے، ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ عبادت اور نیکی کی جائے۔ [مرجع سابق، ص ۲۴]

[۵] ذرا غور کرو! ربیع الاول میں پیر کے دن کون تشریف لایا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں؟ پیر والے دن روزہ رکھنا صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یومِ ولادت کی وجہ سے عظیم فضیلت رکھتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جب ربیع الاول کی تشریف آوری ہو، اول سے آخر تک انتہائی تعظیم و تکریم کا مظاہرہ کیا جائے۔ اور یہ آپ کی سنّت ہے، کیوں کہ آپ اس دن نیکی اور خیرات زیادہ کیا کرتے تھے جس دن کوئی فضیلت والا واقعہ پیش آتا۔ شیخ احمد بن خطیب قسطلانی مواہب للدنیہ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جمعہ میں ایک ایسی گھڑی کہ ہر دُعا اس میں قبول ہوتی ہے؛ صرف اس لیے رکھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کو پیدا ہوئے اور پیر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یومِ ولادت ہے، کی کیا شان ہوگی؟ [مرجع سابق، ص ۲۵]

[۶] اے سائل! تو نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق کہا ہے کہ ''آپ محفلِ میلاد سے منع فرماتے تھے۔'' تیرا یہ قول قطعاً غلط ہے۔ ہمارے امام اور قبلہ نے گانے کی مجلس میں حاضر ہونے سے منع کیا ہے، اگرچہ اس مجلس میں قرآن کی تلاوت اور نعتیہ قصائد پڑھے جائیں، حضرت امام ربانی نے قرآن و حدیث کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا جیسا کہ حضرت امام ربانی کی مراد سے بے خبر لوگوں نے گمان کیا ہے، اس قسم کی بات حضرت امام ربانی پر بہت بڑا بہتان ہے۔

............حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات کی تیسری جلد میں فرماتے ہیں: ''اچھے آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقاماتِ نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریق سے آواز کو پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہیں، اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائطِ مذکورہ متحقق نہ ہوں اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر۔کون سی رکاوٹ ہے۔'' پس معلوم ہوا کہ حضرت مجدد کی جو عبارت میلاد کے منکر بطور دلیل پیش کرتے ہیں، اس عبارت سے حضرت مجدد کی مراد یہ ہے کہ: ''قصائد اور نعت خوانی میں نغمہ کا التزام کرنا الحاق کے طریق سے آواز کو پھیرنا، اور اس کے مناسب تالیاں بجانا منع ہے۔'' [مرجع سابق، ص ۲۷ تا ۲۹]

یہی بات امام احمد رضا نے ذکر کی اور مزامیر کو منع فرمایا۔

[۶] کثیر دلائلِ قیام (یعنی بوقتِ ذکرِ ولادت) سے متعلق درج کرنے کے بعد ابو ذرعہ عراقی کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''بے شک اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری اُمت گم راہی پر جمع نہیں ہوتی۔'' [مرجع سابق، ص ۳۲]

[۷] عبداللہ بن محمد المیر غنی الحنفی مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں: ''سید الاولین والآخرین کی ولادتِ مبارکہ کے ذکر کے وقت قیام [تعظیم میں کھڑے ہونا] کو بہت علما نے پسند کیا۔

[۸] حسین بن ابراہیم مفتی مالکیہ بمکہ فرماتے ہیں: ''ہاں! ذکر ولادت کے وقت قیام بہت علما نے پسند کیا اور یہ قیام حسن ہے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے۔واللہ اعلم۔''

[۹] محمد عمر ابن ابی بکر مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ کا ارشاد ہے: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ

کے ذکر کے وقت قیام واجب ہے کیوں کہ روحِ اقدس حضور معلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔ جید علماے اسلام اور اکابر نے قیام مذکور کو پسند فرمایا ہے۔‘‘

[۱۰] محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ مکہ مشرفہ نے بھی ذکر ولادت کے وقت قیام کے استحباب و استحسان کی تصریح فرمائی ہے۔[مرجع سابق،ص ۳۳]

[۱۱] میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عید ہونے سے متعلق فرماتے ہیں: ’’ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف کے مہینے کی نہ صرف ایک ہی رات بلکہ سب راتوں کو عید منائیں، علماے کبار اور محدثین کی تصریحات موجود ہیں۔‘‘[مرجع سابق،ص ۳۴]

اتباع: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے برابر کسی چیز کو قرار نہیں دیتے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اور آپ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسم کی اتباع کا کمال ظاہراً اور باطناً نصیب فرمائے۔ اس دُعا پر آمین کہنے والے پر اللہ رحم نازل کرے۔[تحفۂ زواریہ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، کراچی ۲۰۱۱ء،ص ۵۲]

صلوٰۃ ہمارے سردار، نبی، شفیع اور دونوں جہانوں میں ہمارے وسیلہ احمد مجتبیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ کیوں کہ صلوٰۃ رحمت الٰہیہ کا نام ہے اور یہ اس ذات کی طرف راجع ہے جسے اس نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے، اور جو ارشاد الٰہی ہے: وما ارسلنٰك الا رحمۃللعٰلمین کے شرف سے مشرف ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک اور لولاك لما اظھرت الربوبیۃ اس اکرام کے دو عادل گواہ ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کامل رحمت کا ظہور سیدنا و امامنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پایا گیا۔[مرجع سابق،ص ۵۶]

حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے پوتے مولانا شاہ محمد معصوم مجددی ابن عبدالرشید [م ۱۳۴۱ھ] نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ’’احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام‘‘[تالیف ۱۳۰۵ھ] کے نام سے کتاب لکھی۔

اللہ کریم ہمیں اسلاف کی راہ چلائے، مشائخِ نقشبندیہ و جمیع سلاسلِ حقہ کے مشائخ کی تعلیمات پر صحیح صحیح طریقے سے عمل کی توفیق دے۔ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کا احترام کرنے والا بنائے۔

☆☆☆

مطبوعات نوری مشن

Noori Mission
C/o, Madinah Kitab Ghar, Old Agra Road, Malegaon-423203
e-mail:gmrazvi92@gmail.com

Al-Mukhtar Publications @ 9096957863